تعزیراتِ پاکستان میں تحفظ جان سے متعلق دفعات: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایک مطالعہ

(Provisions Regarding Sanctity of Life in Pakistan Penal Code: A Study in the Light of Islamic Teachings)

*محمد عثمان

** ڈاکٹر عرفان خالد ڈھلوں

Abstract

A person's right to life, personal security, privacy, and ownership are the most basic of all the fundamental rights and liberties and are of concern to all legal systems and traditions. The right to life is the basic right from which all the others derive. The discussion of this fundamental right includes: the sanctity of life from the Islamic perspective, murder, unintentional killing, the death penalty and compensations for victims. The protection and sanctity of life is a non-negotiable principle because it is the pillar of civilization. Pakistan has legislation in this regard. The right to life is enshrined in Article 9 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan. The Pakistan Penal Code stipulates punishment for murder under *Qiṣaṣ* and *Diyah*. The Pakistan Penal Code provides for the punishment of a murderer under four types of murder. However, there is no mention of *Qasamah*.

***Key Words**: Pakistan Penal Code, Human life, Islamic *Sharī'ah*

اسلام میں جرائم پر سزاؤں کی دو اقسام ہیں: حدود جنھیں بعض صفات کے ساتھ متعین کر دیا گیا ہے، اور تعزیرات جو حدود کی طرح متعین نہیں کی گئیں۔ حدود کی سزاؤں کو مخصوص شرائط کے ساتھ قائم کرنے کا

---

* پی ایچ ڈی سکالر، شعبۂ علومِ اسلامیہ، یونی ورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور

** صدر شعبۂ علومِ اسلامیہ، یونی ورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور

حکم ہے۔بسا اوقات ان سزاؤں کا نفاذ شرائط کی عدم موجودگی کی وجہ سے ممکن نہیں رہتا۔ایسے جرائم جن سے بوجوہ حد ساقط ہو جائے، وہ بہر حال قابلِ مواخذہ تو رہتے ہیں ، اس لیے کہ یہ معاشرے میں انسانی جان کے تحفظ کے حوالے سے شدید خطرہ ہوتے ہیں۔اگر جرم جملہ شرائط کے ساتھ ثابت ہو جائے تواس پر مقررہ حد کا نفاذ ہو گا۔ دوسری صورت میں مجرم کو تعزیری سزا دی جا سکتی ہے۔تعزیراتِ پاکستان میں باب 16 مکمل اور 16 (اے) کی چند دفعات تحفظِ جان کے حوالے سے قوانین پر مشتمل ہیں۔اس باب میں ان جرائم کا ذکر کیا گیا ہے، جو انسانی زندگی کے بارے میں اثر انداز ہوں۔باب 16 میں کل 39 دفعات ہیں۔یہ دفعات 299 ت پ سے شروع ہوتی ہیں اور 338 (ایچ) پر ختم ہوتی ہیں۔دفعہ 299 میں تعریفات کا ذکر ہے۔باقی بعد والی دفعات قتل عمد، قصاص، قتل شبہ عمد، قتل خطا، قتل بالسبب،دیت،خودکشی،اتلاف عضو،انسانی جان پر ضرر ،اور اسقاط حمل پر مشتمل ہیں۔جب کہ باب 16(اے) میں انسان کو حبس بے جا میں رکھنے،انسانی جان کو خطرے میں ڈالنے،انسان کی تذلیل، اسے غلام بنا کر بیچنے کے حوالے سے دفعات مذکور ہیں۔تعزیراتِ پاکستان دفعہ 302 میں قتل عمد کی سزا صرف دو طرح بیان کی ہوئی ہے: قصاص اور دیت۔قصاص کی سزا اُس وقت دی جائے گی جب جرم مطلق ہو۔گویا اگر قتل عمد کا ثبوت بلا شک و شبہ حاصل نہ ہو سکے، تو قصاص کا اطلاق نہ ہو گا۔اس کے علاوہ دفعہ ہذا میں سزائے قید بھی بیان ہوئی ہے۔

تعزیراتِ پاکستان میں تحفظ جان پر مبنی دفعات

تعزیراتِ پاکستان میں قتل کی چار اقسام اور ان کی سزاؤں کا ذکر موجود ہے۔جو کوئی قتل عمد کا ارتکاب کرے تو تعزیراتِ پاکستان میں قصاص کے طور پر سزائے موت دی جائے گی۔اگر قصاص کی سزا قابلِ اطلاق نہ ہو تو تعزیر کے طور پر موت یا پچیس سال تک عمر قید کی سزا دی جائے گی۔[1] اگر کسی شخص نے جسمانی یا ذہنی طور پر ضرر پہنچانے کے ارادے سے ہتھیار اٹھایا یا کسی ایسے فعل کا ارتکاب کیا کہ جو کسی دوسرے شخص کی موت کا باعث ہو جائے جس سے عام حالات میں موت واقع ہونے کا امکان نہیں ہوتا تو یہ قتل شبہ العمد ہے۔[2] اس قتل شبہ العمد کا ارتکاب پر دیت اور تعزیراً پچیس سال تک سزائے قید کی سزا ہوگی۔[3] جو کوئی شخص کسی شخص کی موت کا باعث بنے یا اسے ضرر پہنچانے کے ارادے کے بغیر کسی فعل کی غلطی سے یا کسی امر واقعہ کی غلطی سے مذکورہ شخص کی موت کا باعث بن جائے تو وہ قتل خطا ہے۔[4] قتل خطا کا ارتکاب کرنے والا دیت کا مستوجب ہو گا مگر شرط یہ ہے کہ قتل خطا کا ارتکاب کسی ناعاقبت اندیشانہ یا غفلت کے فعل کے باعث ہوا

---

[1] پاکستان پینل کوڈ، دفعہ 302۔

[2] پاکستان پینل کوڈ، دفعہ 315۔

[3] پاکستان پینل کوڈ، دفعہ 316۔

[4] پاکستان پینل کوڈ، دفعہ 318۔

ہو۔ سوائے بے احتیاطی یا غفلت سے گاڑی چلانے کے، تو مجرم کو دیت کے علاوہ بطور تعزیر پانچ سال تک سزائے قید ہو سکتی ہے۔[5] اسی طرح جو کوئی کسی شخص کو ہلاک کرنے یا نقصان پہنچانے کی نیت کے بغیر کوئی ایسا غیر قانونی فعل کرے جو کسی دوسرے شخص کی موت کا باعث بن جاتا ہے تو وہ قتل بالسبب کا مرتکب کہلائے گا۔[6] اس صورت میں دیت لازم ہو گی۔[7] مجموعہ تعزیراتِ پاکستان میں انسانی جان کے تحفظ کے لیے جہاں قتل کی سزاؤں کا ذکر ملتا ہے، وہاں اپنی جان کی حفاظت بھی ضروری ہے۔ تعزیرات پاکستان کے تحت کوئی امر جرم نہیں جو حق حفاظت خود اختیاری کو استعمال کرتے ہوئے کیا جائے۔[8] البتہ اگر کوئی خودکشی کا ارتکاب کرے تو یہ جرم ہو گا۔ اسلامی شریعت میں انسانی جان کی حفاظت کا اطلاق حمل پر بھی ہوتا ہے۔ مقاصد شریعت کا تقاضا ہے کہ بچہ جب ماں کے پیٹ میں ہو اس کی حفاظت کے لیے بھی مصالح کا خیال اور اس کا مفاسد سے بچاؤ ضروری ہے۔ تعزیراتِ پاکستان میں اسقاط حمل ایک جرم قرار دیا گیا ہے۔ یہ اسقاط حمل چاہے یہ مرد کے فعل سے ہو یا کوئی عورت خود اپنے اسقاط حمل[9] و اسقاط جنین کا باعث ہو، جرم ہے۔[10]

تحفظِ جان کے سلسلہ میں ضابطہ فوجداری کے تحت کارروائی

درج بالا دفعات پر مجموعہ ضابطہ فوجداری کے تحت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ دفعہ 302(اے) کے اطلاق کی صورت میں عدالت کے پاس سزا دینے کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں ہوتا۔ جب کہ دفعہ 302 (بی) کے اطلاق کی صورت میں عدالت یا تو سزائے موت دے سکتی ہے یا پھر عمر قید کی سزا دے سکتی ہے۔ دفعہ 302 میں کارروائی کا ضابطہ یہ ہے اس میں ملزم کی گرفتاری بلا وارنٹ کی جا سکتی ہے۔ حسبِ معمول ابتدا میں وارنٹ جاری ہو گا جو ناقابل ضمانت ہو گا، اس میں سزا دینے کا اختیار سیشن عدالت کے پاس ہے۔ اس میں مقتول کے ورثا کی طرف سے اگر راضی نامہ کیا جائے تو معافی ممکن ہے۔ تعزیراتِ پاکستان دفعہ 316 جو قتل شبہ العمد اور 319 قتل خطا کی سزا پر مشتمل ہے ان دونوں جرائم میں ضابطہ کی کارروائی کے تحت بلا وارنٹ گرفتاری عمل میں نہیں آسکتی۔ جرم قابل صلح ہے۔ سزا عدالت سیشن یا مجسٹریٹ درجہ اول سے تجویز ہو گی۔ قتل شبہ عمد اور قتل خطا کی سزا دیت اور بطور تعزیر سزائے قید بیان ہوئی ہے، جو چودہ سال تک ہو سکتی ہے۔ شروع اسلام میں اونٹ ہی کی دیت مقرر تھی کیونکہ اس دور میں اونٹ نفیس ترین مال شمار ہوتا

---

[5] پاکستان پینل کوڈ، دفعہ 319۔

[6] پاکستان پینل کوڈ، دفعہ 321۔

[7] پاکستان پینل کوڈ، دفعہ 322۔

[8] پاکستان پینل کوڈ، دفعہ 96۔

[9] پاکستان پینل کوڈ، دفعہ 338 (اے)۔

[10] پاکستان پینل کوڈ، دفعہ 338 (سی)۔

تھا، لیکن فی زمانہ چونکہ اونٹ کی اتنی اہمیت نہ ہے اور نہ اس کا حصول آسان ہے اس لیے ریاست کے سکہ رائج الوقت کے اعتبار سے دیت شرعی مقرر کر دینا مناسب ہے۔ اسی لیے مجموعہ ہذا میں دیت کی مقدار کا تعین سکہ رائج الوقت میں کیا گیا ہے۔یہ ادائیگی اقساط میں بھی کی جاسکتی ہے۔مجموعہ تعزیراتِ پاکستان میں دفعہ 321 قتل بالسبب پر ہے اور اس کا اطلاق اس صورت میں ہوگا جب کسی شخص کو قتل کرنے کا ارادہ نہ ہو اور نہ ہی کسی شخص کو نقصان پہنچانے کا ارادہ ہو، لیکن اس سے کسی دوسرے شخص کی موت واقع ہو جائے تو یہ قتل بالسبب ہے۔اس دفعہ کے تحت ضابطہ کی کارروائی میں ملزم کو بلاوارنٹ گرفتار کیا جا سکتا ہے۔جرم قابل صلح ہے۔اس کی سزا عدالت سیشن تجویز کرے گی۔قتل بالسبب کی سزا دیت ہے، کیونکہ قتل بالسبب ایک طرح قتل خطا ہے۔سزا کا نفاذ کرنے اور ملزم کو قتل بالسبب کا مرتکب ٹھہرانے کے لیے عدالت ان عوامل کو ذہن میں رکھے گی جو ہلاکت کا سبب بنے۔اس صورت میں اگر ملزم کا فعل قتل بالسبب میں استثنا میں آتا ہو تو عدالت اسے بری کر سکتی ہے۔ضابطہ فوجداری دفعہ 149 کے تحت پولیس حتی المقدور جرائم کا انسداد کرے۔البتہ اگر ایسے جرائم سرزد ہو جائیں تو آلہ قتل کی تلاشی ضابطہ فوجداری کی دفعہ 103 کے تحت دو یا دو سے زیادہ معزز باشندوں کی موجودگی میں ہوگی۔اسی طرح دفعہ 157 کے تحت متعلقہ پولیس اسٹیشن کا افسر انچارج فوری طور پر اس کی ایسے مجسٹریٹ کو رپورٹ بھیجے جسے ایسے جرم پر پولیس کی رپورٹ پر سماعت کا اختیار ہو اور اصالتاً روانہ ہوگا یا اپنے ماتحت میں سے کسی ایک افسر کو متعین کرے جو ایسے عہدہ سے کم کا نہ ہوگا جو صوبائی حکومت کسی عام یا خاص حکم کے ذریعہ اس بارے میں مقرر کرے کہ وہ موقع پر جائے مقدمہ کے واقعات اور حالات کی تفتیش کرے اور اگر ضروری ہو تو ملزم کے سراغ اور فوری گرفتاری کے لیے تدابیر اختیار کرے۔اس کے بعد ضابطہ فوجداری کی دفعہ 161 کے تحت کسی ایسے شخص کا زبانی بیان لے جو مقدمہ کے حالات و واقعات سے واقف سمجھا جائے۔ملزم کی گرفتاری کے بعد اس کا بیان ضابطہ فوجداری کی دفعہ 342 کے تحت لیا جائے گا۔اس ضابطہ کی دفعہ 173 کے تحت یہ بھی لازم ہے کہ متعلقہ پولیس اسٹیشن کا تفتیشی غیر ضروری تاخیر سے بچتے ہوئے پولیس رپورٹ کو مکمل کرے۔اور جونہی یہ پایہ تکمیل کو پہنچے تو اسے مجسٹریٹ کے روبرو پیش کرے۔ملزم کو اگر سزا تعزیر دی جائے تو اس معاملے میں صلح صرف مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 345 کے تحت کی جا سکتی ہے۔

تجزیاتی مطالعہ

شریعت اسلامیہ کے مقاصد میں ایک اہم مقصد قوم، افراد اور گروہوں کی حفاظت کو یقینی بنانا ہے۔اگر وحی الٰہیہ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ زمین پر پہلی بدعنوانی قتل کی صورت میں ہوئی تھا۔اس قتل کے

بارے میں فرشتوں نے اپنے خالق کے سامنے انسان کی تخلیق سے پہلے ہی پیش گوئی کی تھی ،اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓىٕكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ قَالُوْۤا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِكُ الدِّمَآءَ۔[11]

پھر ذرا اس وقت کا تصور کرو جب تمھارے رب نے فرشتوں سے کہا تھا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں انھوں نے عرض کیا: "کیا آپ زمین میں کسی ایسے کو مقرر کرنے والے ہیں، جو اس کے انتظام کو بگاڑ دے گا اور خونریزیاں کرے گا۔"

قتل سے مراد کسی انسان کو قتل کرنا ہے جانور کی ہلاکت قتل میں نہیں آتی ہے۔چنانچہ قتل سے مراد ہر اس شخص کے جان سے چلے جانا ہے جس میں روح موجود ہے اور جو بمعنی زندگی ہے ،اس میں ماں کے پیٹ میں موجود وہ حمل بھی شامل ہے، جو زندگی کے آثار حاصل کر چکا ہو۔ قتل کی واضح طور پر دو اقسام ہیں: قتل عمد اور قتل خطا۔فقہا نے مزید تقسیم بھی کی ہے۔ان نوعیتی اقسام کے علاوہ قتل کی سزا میں مرتد کا قتل محارب کا قتل،حد زنا میں محصن کا قتل، بطور تعزیر قتل، اپنی عزت کی حفاظت میں قتل، جاسوس کا قتل، قیدی یا اسیر کا قتل، ذمی کا قتل جس نے عہد توڑا ہو۔چنانچہ اس طرح قتل کے احکام سزا کی نوعیت سے مختلف ہو جاتے ہیں اس پر قانون کا اطلاق مذکورہ قانون کی نوعیت کے اعتبار سے کرنا ہوگا۔مقالہ ہذا میں قتل کے صرف ان معاملات کو زیر بحث لایا گیا جو انسانی جسم پر وارد ہونے والے جرائم میں تعزیرات پاکستان کے باب 16 میں مذکور ہوں۔

فقہا کے نزدیک اقسامِ قتل

امام ابو حنیفہ (م150ھ) کے نزدیک قتل کی پانچ قسمیں ہیں۔امام مالک (م 179ھ) کے نزدیک قتل کی دو قسمیں ہیں،(قتل عمد اور قتل خطا)۔امام شافعی (م204ھ) کے نزدیک قتل کی تین قسمیں ہیں۔امام احمد بن حنبل (م241ھ) کے نزدیک بھی قتل کی تین قسمیں ہیں۔احناف کے یہاں قتل کی پانچ قسمیں یہ ہیں: قتل عمد۔ قتل شبہ عمد۔ قتل خطا۔ قتل قائم مقام خطا۔ قتل بسبب کی اقسام ہیں۔

وہ قتل جو قصداً و ارادۃً کسی دھاری دار ہتھیار سے اور قتل کرنے کے ارادے سے کیا جائے، یا ایسی چیز سے جو دھار دار آلہ کے قائم مقام ہو۔اور اس قتل کو قتل عمد اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ "عمد" کے معنی قصد اور ارادہ کے ہیں۔ایسی صورت

---

[11] البقرۃ 2: 30۔

میں قاتل قصداً اور بالارادہ قتل کرنے والا سمجھا جائے گا۔[12] جو کوئی دوسرے شخص کو ہلاک کرنے کی نیت سے یا جسمانی ضرب پہنچانے کے ارادے سے کوئی ایسا فعل کرے، جس سے عام قدرتی حالات میں موت واقع ہو سکتی ہو۔ یا اس علم کے ساتھ کہ اس کا فعل اتنا صریح طور پر خطرناک ہو کہ غالب گمان ہے کہ موت واقع ہو جائے۔ ایسے شخص کو موت کا باعث ہو تو کہا جائے گا کہ اس نے قتل عمد کا ارتکاب کیا ہے۔ کوئی شخص کسی خاص شخص کو کوئی ایسی چیز قصداً مارے جس سے مضروب بالعموم ہلاک ہو سکتا ہو اور وہ ہلاک ہو جائے قتل عمد کہلائے گا۔ مالکی قتل میں یہی دو اقسام بیان کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک تھپڑ، مکہ، بندوق، عام لکڑی یا کسی ایسے طریقے سے کسی شخص کو مارا جائے کہ اس کا سبب یعنی موت یقینی ہو تو قتل عمد کہلائے گا۔[13] قتل عمد کی یہ بھی صورت ہے کہ دو شخصوں کے درمیان گرما گرمی ہو جائے اور ایک کی طرف سے دوسرے کو ضرب لگائی جائے۔ ضرب لگانے والا جب اس جگہ سے واپس ہو تو اس وقت مضروب زندہ ہو لیکن اس کے بعد مر جائے۔ اس میں قسامہ واجب ہو گا۔ **ومن العمد ان یضربه فی نائرة تکون بینهما ثم ینصرف عنه وهو حی ثم یموت فتکون فیه القسامة** ۔[14] تعزیرات پاکستان میں قتل عمد کی شرائط درج ذیل ہیں:

1۔ ایسا قتل کرنے والا انسان ارادتاً دیدہ دانستہ کرے۔

2۔ ایسا زخم لگائے کہ اس زخم سے موت یقینی واقع ہو جائے۔

3۔ ایسے اوزار یا ہتھیار سے قتل کا وقوع ممکن ہو سکے۔

4۔ اس قدر ضربات لگائے کہ موت واقع ہو جائے۔ [15]

اسلام میں قتل عمد پر قصاص ہے جس پر تمام آئمہ اور فقہا کا اتفاق اور اجماع پایا جاتا ہے۔ البتہ قاتل اگر مقتول کا باپ ہو تو قصاص نہیں۔ لیکن اگر بیٹا باپ کو قتل کرے تو قصاص لیا جائے گا، اسی طرح زخم کے نتیجہ میں موت واقع ہونے پر بھی قصاص واجب ہو گا، البتہ قصاص اگر ولی معاف کر دیں، خواہ تمام دنیا میں ایک ولی ہی کیوں نہ ہو۔ تو دیت واجب ہو گی اور قصاص ساقط ہو گا۔ تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ 301 قانون ہذا اسے مطابقت رکھتی ہے۔ ایسے جرائم میں دفعہ 301 کے تحت ثبوت کے نتیجے میں مجرم دفعہ 302 تعزیرات پاکستان میں سزا کا مستحق قرار دپائے گا۔ عدالت ہائے نے مختلف پہلوؤں پر اپنی مکمل رائے ظاہر کرنے کے بعد قانون ہذا کی موجودہ مدون صورت کو قرآن وسنت کے حوالے سے مناسب قرار دیا ہے۔[16] فقہا کے مطابق اگر کسی قصد اور ارادہ کے ساتھ ایسا ہتھیار مارا جس سے عام طور پر خون بہہ جاتا ہے اور موت واقع

---

[12] علی بن ابی بکر بن المرغینانی، الهدایة فی شرح بدایة المبتدی (بیروت، دار احیاء التراث العربی)، 4 : 559۔

[13] مالک بن انس، امام، المدونة (بیروت، دار الکتب العلمیة، 1994ء)، 6: 108۔

[14] ابوبکر، احمد بن علی الحنفی الجصاص، احکام القرآن (بیروت، دار احیاء التراث العربی 1405ھ) 2 :238۔

[15] المرغینانی، الهدایة فی شرح بدایة المبتدی، 4 :560۔

[16] PLD 1989 SC 633/PLD 1980 FSC I.

ہو جاتی ہو، اس کی ضرب سے موت واقع ہو گئی تو یہ قتل عمد ہو گا۔[17] اسی طرح اگر کسی ایسی چیز سے کہ جس کے مارنے سے عام طور پر آدمی کی موت واقع ہو جاتی ہو، یا چھوٹی لکڑی بار بار مارنے سے یا کسی ایسے فعل سے جو عام طور پر اتلاف جان کا سبب بن جاتا ہو اگر مارا، اور موت واقع ہو گئی تو "قتل عمد" کہلائے گا۔[18] ابن ابی لیلی (م 83ھ)، امام نخعی (م96ھ)، امام زہری (م123ھ) ، امام مالک (م 179ھ)، امام ابو یوسف (م 182ھ)، امام محمد (م189ھ) اور امام شافعی (م204ھ) رحمہم اللہ کی بھی یہی رائے ہے۔[19] یہ سب چیزیں آلہ قتل میں شامل ہیں۔ آگ بھی انسانی جلد کو پھاڑ دیتی ہے اس لیے یہ بھی آلہ قتل میں شمار ہوتی ہے۔[20] موجودہ دور میں بندوق، رائفل، مشین گن یا دیگر ہتھیار وغیرہ جو گولی کے زمرے میں آسکتے ہوں یا ایسی کوئی بھی شے جسے انسانی بدن برداشت کرنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو آلہ قتل میں شامل ہیں۔[21] دفعہ 302 میں مذکورہ قصاص کی سزا سزائے موت ہے، جو قتل عمد کے جرم میں نافذ ہو گی، اور یہ صرف اس صورت میں نافذ ہو گی جب جرم قتل مطلق ہو۔ چنانچہ جہاں بھی اس امر میں کوئی شبہ یا شک کی بنیاد پیدا ہو گی تو قصاص واجب نہ ہو گا۔ جس کا ذکر اس دفعہ کے ضمن (ب) کے مطابق کی گئی وضاحت کے حوالے سے بطور تعزیر و سزائے موت اور عمر قید کی صورت دی جاسکے گی جس کے لیے دفعہ 304 تعزیراتِ پاکستان کی شرائط پر ثبوت فراہم کرنا ہو گا۔

تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ 315 اور 316 قتل شبہ عمد کے بارے میں ہیں۔ مشابہ قتل عمد یہ ہے کہ ہتھیار جیسے کسی شے سے نہیں بلکہ کسی اور طرح ضرب پہنچائی جائے خواہ عام حالات میں اس سے بھی موت واقع ہو جاتی ہو مثلاً بھاری پتھر یا موٹا سا ڈنڈا یا دھوبی کی موگری سے یا جس سے موت نہ واقع ہوتی ہو مثلاً کوڑا یا چوپ دستی۔[22] شافعیہ اور حنابلہ نیز حنفیہ سے صاحبین کہتے ہیں کہ مشابہ بہ قتل عمد وہ قتل ہے جس میں ایسے آلے سے ضرب لگائی گئی ہو جس سے بالعموم موت واقع نہیں ہوتی۔[23] امام ابو حنیفہ (م150ھ) کے نزدیک قتل شبہ عمد کی تعریف یہ ہے کہ قصد، اور ارادہ کے ساتھ ایسی چیز سے مارے جو ہتھیار نہیں ہے اور نہ وہ چیز قائم مقام ہتھیار کے ہے۔ امام یوسف (م 182ھ) اور امام محمد (م189ھ) رحمہا اللہ قتل

---

[17] محمد بن ادریس، شافعی، الأم (بیروت، دار المعرفۃ 1990ء)، 6 : 2۔

[18] عبد اللہ بن اِحمد ابن قدامۃ، المغنی والشرح الکبیر علی متن المقنع (مصر، مکتبۃ القاہرۃ)، 9: 322۔

[19] ابن قدامۃ، المغنی، 9 :323۔

[20] لجنتہ علماء، الفتاویٰ الہندیۃ (دار الفکر، 1310ھ)، 9: 394۔

[21] خرم علی، غایۃ الاوطار، ترجمہ۔ در المختار (مطبع صدیقی بریلی 1288 ھ)، 4: 313۔

[22] الجصاص، احکام القرآن، 2: 228۔

[23] عبد الرحمٰن بن محمد عوض الجزیری، الفقہ علی المذاہب الأربعۃ (بیروت، دار الکتب العلمیۃ 2003ء)، 5: 510۔

شبہ عمد کی تعریف یوں کرتے ہیں: "قصد اور ارادہ کے ساتھ ایسی چیز سے مارا جائے جس سے عام طور پر انسان کی موت واقع نہیں ہوتی"۔[24] ایسا قتل جو کسی ایسے آلے سے وقوع پذیر ہوا ہو جو نہ تو ہتھیار ہو اور نہ ہتھیار کا قائم مقام، شبہ عمد کہلاتا ہے۔ تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ 318 اور 319 قتل خطا کے حوالے سے ہیں۔ قتل خطا یہ ہے کہ کسی انسان کا قتل مذکورہ بالا بے احتیاطی یا عدم دلچسپی کے باعث سرانجام پذیر ہو۔ قتل خطا کی دو صورتیں ہیں: ایک ارادہ اور قصد کی خطا، مثلاً متحرک چیز کو شکار خیال کر کے اس پر تیر چلائے، لیکن حقیقت میں وہ کوئی انسان ہو۔ اگر کسی شخص نے بندوق سے شکار پر فائر کیا مگر اتفاق سے آدمی کو لگا وغیرہ۔[25] دوسری قسم فعل اور عمل کی خطا، ایسے قتل کی سزا کفارہ اور دیت ہے۔[26] دفعہ 304 پاکستان پینل کوڈ میں محض قید کی سزا دی، کیونکہ یہ قتل خطا نہیں لیکن شبہ العمد ہے۔[27] پیٹ پر واحد ضرب جو خانگی تنازعہ میں اچانک لڑائی میں لگی، عدالت کے فیصلے کے مطابق قاتل دفعہ 304 سابقہ تعزیرات کا مجرم ہے۔[28] جس کی موجودہ نوعیت قتل خطاء شمار ہو گی اور ایسے میں دیت کی ادائیگی اور لڑائی پر تعزیری سزا ہو گی۔ جسم کے غیر اہم حصوں پر چاقو سے ضربات دفعہ 302 کی بجائے دفعہ 304 ہے۔ کیونکہ ارادہ ثابت نہیں۔ مذکورہ چاقو بھی اگر عام ہو جو بغرض قتل بطور ہتھیار استعمال نہ کیا جاتا ہو تو قتل شبہ العمد یا قتل خطاء ہو گا اور سزا دیت ہو گی۔[29] فریقین میں اچانک لڑائی قتل عمد نہیں بلکہ قتل شبہ العمد یا قتل خطاء ہے۔[30] قتل خطا اور قتل شبہ العمد پر متعدد عدالتی فیصلے موجود ہیں جو وضعی قانون پر مبنی ہیں۔

قتل کی پانچویں قسم، قتل بسبب ہے، یعنی قتل کسی سبب کے پیش آجانے کے باعث ہو۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص نے کسی دوسرے آدمی کی ملک میں کوئی گڑھا کھودوایا اور کوئی شخص اس میں گر کر ہلاک ہو گیا یا کسی کی زمین (یا جگہ راستہ) میں کوئی بھاری پتھر ڈال دیا کسی کو اس سے ٹھوکر لگی، اور وہ مر گیا، تو یہ قتل بالسبب ہے۔ اس صورت میں کفارہ نہیں، اور نہ ہی میراث سے محروم کیا جائے گا۔[31] احناف کے نزدیک قتل بالسبب میں قصاص کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ کسی سبب

[24] عبداللہ بن محمود بن مودود الحنفی الموصلی ،الاختیار (مصر:1951م)، 3: 57۔

[25] شمس الائمہ محمد بن احمد بن ابی سہل السرخسی ،المبسوط (بیروت،دار المعرفۃ،ب ت)، 26 :67۔

[26] النساء 4:92۔

[27] 1988 Pcrij.

[28] 1988 Pcrij 312/209.

[29] PLD 1987 CR 440.

[30] PLD 1987 CR 485.

[31] : المرغینانی،الہدایۃ فی شرح بدایۃ المبتدی، 4 : 561۔

سے قتل ہونا براہ راست قتل کرنے کے برابر نہیں ہے، اسلامی شریعت میں قصاص براہ راست قتل پر ہے۔[32] غیر احناف کے نزدیک اگر مجرم کا ارادہ قتل تھا اور قتل بالسبب ہوا تو قصاص لازم ہے۔[33]

پاکستان پینل کوڈ میں دیت کی ادائیگی کا ذکر ہے۔[34] اس دفعہ میں سزایاب کے لفظ کے ساتھ قانون سازی کی گئی ہے۔ یہ قانون مرد اور عورت کی دیت کے بارے میں مساوی ہے۔ شریعت اسلامیہ میں حسب ذیل رائیں ملتی ہیں۔ فقہاے احناف کے نزدیک عورت کی دیت چاہے وہ جان کی ہو یا اعضاو جوارح کی مرد کی دیت کے نصف ہے۔[35] یہی حضرت سفیان ثوری (م161ھ)، امام لیث بن سعد (م175ھ)، امام شافعی (م204ھ) اور ابو ثور (م246ھ) وغیرہ کی رائے ہے۔[36] اس کی دلیل حضرت معاذ بن جبل (م 17 ھ) کی یہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: **دِيَةُ الْمَرْأَةِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ دِيَةِ الرَّجُلِ** ۔[37] "عورت کی دیت مرد کی دیت کے نصف ہے۔" ابراہیم نخعی (م96ھ) نے حضرت عمرؓ (م23ھ) اور حضرت علیؓ (م40ھ) دونوں سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا: **عَقْلُ الْمَرْأَةِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ عَقْلِ الرَّجُلِ فِي النَّفْسِ وَفِيمَا دُونَهَا** ۔[38] امام مالک (م179ھ) اور امام احمد (م241ھ) وغیرہ کے نزدیک ایک ثلث دیت تک مرد اور عورت کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ البتہ ایک ثلث کے بعد عورت کی دیت مرد کی دیت کے نصف ہو جائے گی۔[39] اس کی دلیل حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ (م63ھ) کی یہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **عَقْلُ الْمَرْأَةِ مِثْلُ عَقْلِ الرَّجُلِ حَتَّى يَبْلُغَ الثُّلُثَ مِنْ دِيَتِهَا** ۔[40] "عورت کی دیت مرد کی دیت کے برابر ہے یہاں تک کہ اس کی دیت ایک ثلث کو پہنچ جائے۔" اس مسلک کی تائید میں حضرت زید بن ثابتؓ (م45ھ) کا قول پیش کیا جاتا

---

[32] ابوبکر بن مسعود بن احمد الکاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع (دار الکتب العلمیۃ، 1986ء)، 7: 239۔

[33] محمد بن احمد الخطیب الشربینی، مغنی المحتاج (دار الکتب العلمیۃ1994ء)، 4: 6۔

[34] دیت یکمشت رقم میں یا قطعی فیصلے کی تاریخ سے پانچ سال تک کے عرصہ پر محیط قسطوں میں واجب الادا کی جاسکے گی۔ ملاحظہ ہو: پاکستان پینل کوڈ، دفعہ 331۔

[35] :المرغینانی، الہدایۃ فی شرح بدایۃ المبتدی، 4: 461۔

[36] ابن رشد، بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد (القاہرۃ، دار الحدیث ،2004ء)، 2: 463۔

[37] بیہقی، السنن الکبری (بیروت، دار الکتب العلمیۃ، 2003ء) کتاب الدیات، باب ماجاء فی دیۃ المراۃ، رقم الحدیث: 16305۔

[38] ایضا، کتاب الدیات، باب ماجاء فی جراح المراۃ، رقم الحدیث: 16309۔

[39] ابن قدامۃ، المغنی، 7: 790۔

[40] محمد بن شعیب النسائی، سنن النسائی (مکتب المطبوعات الاسلامیۃ ، حلب، 1986ء)، ابواب القسامہ، عقل المراۃ، رقم الحدیث: 4805۔

ہے، آپ فرماتے ہیں: **جراحات الرجال والنساء سواء الی الثلث فما زاد فعلی النصف** [41]"مردوں اور عورتوں کے زخموں کی دیت ایک ثلث تک برابر ہے جو زیادہ ہو وہ عورت کی دیت مرد کی دیت کے نصف ہو گی۔" جمہور کا اصولاً اس پر تو اتفاق ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کے نصف ہو گی لیکن اس کی تفصیلات میں ان کے درمیان بڑا اختلاف ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس مسئلہ میں قرآن مجید میں کوئی واضح اور دوٹوک ہدایت نہیں ہے جو احادیث پیش کی جاتی ہیں وہ اتنی قوی نہیں ہیں کہ ان کی بنیاد پر کوئی قطعی فیصلہ کیا جا سکے۔ صحابہ اور تابعین کے اقوال بھی مختلف ہیں اسی وجہ سے فقہا کی آرا میں بھی اختلاف ہوا ہے۔ ان تمام آرا کی گنجایش موجود ہے۔ ان میں سے کسی ایک رائے کو ترجیح بھی دی جا سکتی ہے اور ان سب کو سامنے رکھ کر اس مسئلہ پر مزید غور و فکر بھی ہو سکتا ہے۔

تعزیراتِ پاکستان میں قسامت کے حوالے سے کوئی ذکر نہیں ہے۔ فقہ اسلامی میں اس سے مراد کسی بے گناہ شخص کے قتل کے دعوے میں کسی ایک فریق سے قسمیں لینا ہے۔ جب کوئی شخص قتل ہو جائے اور اس کے قاتل کا علم نہ ہو سکے اور قتل کا الزام کسی ایک شخص یا زیادہ افراد پر لگا دیا جائے تو اس صورت میں قسامت مشروع ہے۔ قسامت کی دلیل سنت اور اجماع میں موجود ہے۔[42] یہ شریعت کا ایک بنیادی ضابطہ ہے اور تحفظ جان کے حوالے سے ایک مستقل قانون کی حیثیت رکھتا ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ اس کو شرائط اور ضوابط کے ساتھ تعزیرات پاکستان میں شامل کیا جائے تا کہ حفظ جان کے قوانین کو زیادہ مؤثر بنایا جا سکے۔

خلاصۂ بحث

تعزیرات پاکستان میں تحفظ جان کی رعایت اسلامی قانون کے مطابق ہے۔ البتہ مقننہ کو چاہیے کہ جو سقم رہ گیا ہے، اس کو ختم کر کے قوانین کو مؤثر بنایا جائے۔ اسی طرح تحفظ جان کے قوانین کے غلط استعمال کو بھی روکا جائے۔ جھوٹی ایف۔ آئی ار اور جھوٹے گواہان کے بارے دفعات میں سخت سزائیں رکھنا ضروری ہے۔ جان کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ اسلام نے زندگی کے تحفظ کے لیے جو قوانین مقرر فرمائے اور خود حکومت جان کے تحفظ کے لیے جو اصول و ضوابط مقرر کرتی ہے ان پر بلا امتیاز عمل کیا جائے، خصوصاً اسلامی حدود اور سزاؤں میں سفارش کا خاتمہ کر دیا جائے اور سختی سے مقررہ سزاوں پر عمل درآمد ہو۔

---

[41] بیہقی، السنن الکبری، کتاب الدیات، باب ماجاء فی جراح المراۃ، رقم الحدیث: 16310۔

[42] البخاری، صحیح البخاری، کتاب الأحکام، باب کتاب الحاکم إلی عمالہ والقاضی إلی إمنائہ، 9:75، رقم الحدیث: 7192/ صحیح مسلم، کتاب القسامۃ والمحاربین والقصاص والدیات، 3:1291، رقم الحدیث: 1669۔